سوال

(681) غیر مسلم کا داخلہ اور تقریر مسجد میں

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

غیر مسلم کا داخلہ اور تقریر مسجد میں

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

غیر مسلم کا داخلہ اور تقریر مسجد میں

پچھلے دنوں دہلی اورلاہورکی جامع مسجدوں میں مسلموں کے ساتھ غیر مسلموں نے بھی تقریریں کیں وہ تقریریں کس مضمون کی تھیں اورکس کی نہ تھیں اس سے ہمیں مطلب نہیں ان کے ایسا کرنے پر مذہبی دنیا میں سوال ہیدا ہواکہ آیا ازروئے مذہب اسلام ہونا ایسا ہونا جائز ہے کہ کوئی غیر مسلم مسجد میں آکر منبریا مکبر پر تقریر کرے چونکہ یہ ایک مذہبی سوال تھا اس لئے مذہبی جرائد نے اس کے جوابات پر توجہ کی چنانچہ رسالہ معارف میں ایک مضمون مولوی ابو الکلام صاحب آزاد کا لکھا ہوا ہے نکلا جس میں موصوف نے بڑی طوالت سے بحث کر کے ثابت کیاکہ ایسا ہونا جائز ہے مضمون مذکورمیں دلائل حدیثیہ اورتاریخیہ سے استدالال کیا ہے جن میں سے بعض دلائل قریب الماخذ ااور بعض بعید بھی ہیں مگر مجموعی طور پر دلائل کافی ہیں میرے نزدیک اس دعوے پر ایک ہی دلیل کافی ہے جو نص صریح اس پر ہو سکتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں اورکفار مکہ میں معاہدہ ہوا اس معاہدہ میں یہ بھی داخل ہواکہ بنی خزاعہ مسلمانوں کے حلیف میں اور بنی بکرکفار عرب کے حلیف ہوں گے اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ دونوں حلیف آپس میں لڑپڑیں تو مسلمان اورکفار مکہ اپنےاپنے حلیف کی دوسرے کے بر خلاف مدد نہ کریں گے تو عہد شکنی ثابت ہو جائے گی چند دنوں کے بعد بنی خزا حلیف مسلماناں اور بنی بکر حلیف مشرکین میں جنگ ہو گئی تو مشرکوں نے بنی بکرکی حمایت کی اس کی اطلاع بنی خزاعہ نے مدینہ شریف پہنچ کر دربار رسالت میں پہنچا دی تو آنحضرت ﷺ نے تیاری کا ارادا کیااتنے میں مشرکین مکہ کو خبر ہوئی تو بقابلہ مسلماناں اپنی کمزوری محسوس کر کے ان کی طرف سے ابو سفیان مدینہ شریف آیاتاکہ گذاشتہ فعل پر مذامت کا اظہار کر کے آئندہ کےلئے تجدید عہد کرے اس غرض کےلئے حضرت ابو بکر کے پاس بغرض سفارش کرانے گیا۔ انہوں نے انکارکیا حضرت عمر کے پاس گیا وہ بھی منکر رہے حضرت عثمان کے پاس گیا وہ بھی نہ مانے آخر حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے پاس گیا بہت منت سماجت خوشامد کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیاکہ میں سفارش تو نہیں کر سکتا مگرایک تجویز بتاتا ہوں کہ تم کھڑے ہو کر پکار دو کہ میں نے فریقن میں معاملہ کو سلجھا دیا اورامن اماان کرادیا ہے اس کے آگے بالاتفاق مؤرخین کے الفاظ یہ ہیں۔

فقام ابو سفیان فی المسجد فتاویٰ الاانی قداجرت بین الناس (ابن خلدون بقیہ الجزلثانی ص ٤٣ تاریخ طبري ج ٣ ص ١١٣ رتاریخ کال ابن اثیر ج ٢ ص ١٦ تاریخ ابن ہشام برحاشیہ

زادالمعاد ج ٤ ص ٢٣٩ تاریخ خمیس ج ٤ ص ٨٧ وغیرہ

اس فقرے کا ترجمہ مولانا شبلی مرحوم کی سیرۃ نبوی میں یوں کیا گیا ہے ''بالآخر ابو سفیان نے حضرت علی کے ایما سے مسجد نبوی میں جا کر اعلان کر دیا کہ میں نے معاہدہ کی تجدید کر دی۔'' (ص ٣٧٤)

یہ واقعہ ایسا ہے کہ کل مورخین نے اسے نقل کیا ہے اس سے یہ نتیجہ صاف بر آمد ہوتا ہے غیر مسلم مسجد میں اپنے مطلب کی بات بھی کہہ سکتا ہے گو وہ مسلمانوں بلکہ ان کے امام کے منشاء کے بھی خلاف ہو کجا یہ مسلمانوں کے منشاء کے خلاف نہ ہو اسلام ایسا تنگ مذہب نہیں ہے کہ اپنی عبادت گاہ میں غیر مسلموں کو آنے یا آنے پر بولنے کی اجازت نہ دے بلکہ اسلام تو ایسا وسیع الحوصلہ مذہب ہے کہ غیر مسلموں کو اپنی مساجد میں اپنے طریق پر بھی نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہے چنانچہ نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں اپنی عبادت ادا کرنے کی اجازت خود حضور ﷺ نے بخشی اور انہوں نے اپنے طریق پر نماز پڑھی معالم التنزیل وغیرہ حالانکہ یہ لوگ مذہبی مناظرہ کرنے آئے تھے ثابت ہوا کہ غیر مسلم کا مسجد میں منبر پر یا مکبر پر نیچے یا اوپر تقریر کرنا شریعت اسلام میں منع نہیں ہے اللہ اعلم۔

اظہار افسوس

اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کا یہ عمل کہ غیروں کو بھی مسجد نبوی ﷺ میں نماز کی اجازت دیں اور وہ اپنے طریق پر خلاف طریق اسلام نماز پڑھیں مگر مسلمانوں کی یہ کیفیت ہے کہ معمولی سے فروعی اختلاف پر ایک فریق دوسرے کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکیں اور فتاوے شائع کریں کہ فلاں فرقے کا ہماری مسجد میں نماز پڑھنا ممنوع ہے جس کی زندہ مثال آج کل لاہور مسجد بیگم شاہی میں ملتی ہے آہ کیا سچ ہے

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام کہ بادوستانت خلاف وست جنگ

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 750

محدث فتویٰ